ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.3 (2025)
(July to September)

اُردو کی سماجی لغت (ملوکیت، استعمار اور صنفی امتیاز کے تناظر میں) از طارق ہاشمی کا تنقیدی جائزہ

A Critical Review of "Urdu ki Samaji Lughat (Malookiyat, Istamar aur Sanfi Imtiyaz ke Tanazur Mein)" by Tariq Hashmi

فائزہ اشفاق

ایم فل اسکالر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

بازغہ قندیل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Faiza Ashfaq
M.Phil Scholar, Department of Urdu, Government College Women University, Faisalabad
Bazgha Qandeel
Assistant Professor, Department of Urdu, Government College Women University, Faisalabad

Abstract:
Tariq Hashmi is a distinguished researcher, critic, and linguist in Urdu language and literature. He has rendered remarkable services in the fields of Urdu lexicography, linguistics, and the comparative study of social sciences. He is counted among those scholars who presented Urdu not merely as a literary and artistic language, but as a social and cultural phenomenon. His work "Urdu ki Samaji Lughat" (The Social Lexicon of Urdu) holds special significance, as it seeks to examine the lexical and linguistic aspects of the language within a social. Tariq Hashmi's research and critical style is refined, clear, and argumentative. He not only traces the evolutionary stages of the language, but also demonstrates how it reflects social attitudes, class distinctions, and cultural tendencies. His writings possess both scholarly depth and literary charm, which make his ideas accessible even to reader. His contribution to Urdu lexicography represents a new trend, for he did not view words merely at the level of meaning but also highlighted the social and cultural background hidden behind them. In this way, his personality serves as a bridge between Urdu linguistics and the social sciences.

Keywords: Tariq Hashmi, Urdu language, cultural phenomenon, critical style, social attitudes, evolutionary stages, Urdu lexicography.

زبان صرف اظہار خیال کا ذریعہ نہیں بلکہ تہذیبی ورثے، معاشرتی رویوں اور فکری میلانات کا مظہر بھی ہے۔ اُردو زبان کی تاریخ اور ارتقا میں ایسے کئی پہلو شامل ہیں جو معاشرتی تغیرات کے آئینہ دار ہیں۔ طارق ہاشمی کی تحریر "اردو کی سماجی لغت" اس حقیقت کو سامنے لاتی ہے کہ زبان کو صرف نحوی اور لغوی دائرے میں قید نہیں کیا جا سکتا، بلکہ یہ سماج کے فکری ثقافتی ڈھانچے کی عکاس ہے۔ یہ کتاب اردو لغت نگاری میں ایک نئی جہد کی نمائندگی کرتی ہے کیونکہ اس میں زبان کو سماجی تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ طارق ہاشمی اردو زبان و ادب کے ایک معتبر محقق، نقاد اور ماہرِ لسانیات ہیں۔ انہوں نے اردو لغت، لسانیات اور سماجی علوم کے تقابلی مطالعے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ان کا شمار اُن محققین میں ہوتا ہے جنھوں نے اردو کو محض ادبی اور فنی زبان کے بجائے ایک سماجی و

تہذیبی مظہر کے طور پر پیش کیا۔ ان کی تصنیف "اردو کی سماجی لغت" خاص طور پر اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ اس میں زبان کے لغوی اور لسانی پہلوؤں کو سماجی تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ طارق ہاشمی کا تحقیقی و تنقیدی اسلوب شستہ، واضح اور استدلالی ہے۔ وہ نہ صرف زبان کے ارتقائی مراحل پر نظر رکھتے ہیں بلکہ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ زبان معاشرتی رویوں، طبقاتی امتیازات اور ثقافتی میلانات کی عکاس ہوتی ہے۔ ان کی تحریروں میں علمی گہرائی کے ساتھ ساتھ ایک ادبی دلکشی بھی موجود ہے، جو عام قاری کے لیے بھی ان کے افکار کو قابلِ فہم بنا دیتی ہے۔

اُردو لغت نگاری میں ان کا کام ایک نئے رجحان کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ انہوں نے الفاظ کو محض معنی کی سطح پر نہیں دیکھا بلکہ ان کے پیچھے چھپے ہوئے سماجی و تہذیبی پس منظر کو بھی اجاگر کیا۔ یوں ان کی شخصیت کو اردو لسانیات اور سماجی علوم کے مابین ایک پل کی حیثیت حاصل ہے۔ "اردو کی سماجی لغت" ایک بہت خوبصورت اور اردو زبان کے حوالے سے اہم لغت ہے۔ جو ملوکیت، استعمار اور صنفی امتیاز کے تناظر میں تحریر کی گئی ہے۔ طارق ہاشمی سماج میں منفی رویوں کی مزاحمت اور مثبت اقدار کے فروغ کے سلسلے میں ہمیشہ متحرک نظر آتے ہیں۔ ان کی یہ تصنیف بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جو ایک اہم اشاعتی ادارے رنگوں ادب پبلکیشن کراچی سے ۲۰۲۲ میں دیدہ زیب انداز سرورک کے ساتھ شائع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کتاب کا آغاز علامہ اقبال کے اس شعر سے کیا ہے۔

تمیز　بندہ و آقا فساد آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی (۱)

کوئی بھی مذہب ایسا نہیں ہے جو انسان کو دوسرے انسان سے بات کرنے کا، گفتگو کرنے کا شعور نہ دیتا ہو، بلکہ یہ بات کا سلیقہ ہی ہے جس سے کوئی معاشرہ، مہذب اور ترقی یافتہ نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تمام الفاظ کی نشاندہی کی ہے جن پر ملوکیت، استعمار اور صنفی امتیاز کے ساتھ ساتھ مذہب کے ٹھیکے داروں کا ٹھپا نظر آتا ہے۔ انھوں نے تمام الفاظ کو اس لغت کا حصہ بنایا ہے جو کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی طرح اردو زبان کی شان، خوبصورتی اور انسانی منفی رویوں کو واضح کرتی ہیں۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ انہیں الفاظ کو اردو زبان سے ختم کر کے ان کی جگہ ان کے مترادف الفاظ استعمال کیے جائیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو الفاظ سننے میں بھلے نہیں لگتے وہ الفاظ کسی زبان کو خوبصورت کیسے بنا سکتے ہیں۔ کتاب کے آغاز ہی میں طارق ہاشمی صاحب نے قران مجید سے آیات کے تراجم اور کچھ عربی قطعات کے تراجم بھی درج کیے ہیں۔ طارق ہاشمی نے شیخ قرزادی کا ایک قطعہ کتاب میں درج کیا ہے اس قطعہ کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

اے میرے بھائی چاہے تم ہندوستان میں ہو یا مراکش میں
میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو اور تم میرے ذریعے ہو
میرے حسب نسب کے بارے میں نہ پوچھو
اسلام ہی میری ماں اور میرا باپ ہے
ہم آپس میں بھائی ہیں اور اسلام کے ذریعے ہی یکجا ہیں
ہم مسلمان ہیں ہم مسلمان ہیں ہم مسلمان ہیں۔ (۲)

ڈاکٹر طارق ہاشمی نے اس لغت کو تحریر کرنے میں بہت ہی محنت اور جدوجہد سے کام لیا ہے اور ان تمام محاورات ضرب المثال کو اس لغت میں شامل کر دیا جو اردو ادب پر ملوکیت، استعمار، اور صنفی امتیاز کا پرچار کرتے ہیں۔ اردو کی سماجی لغت سلوگن کو تالیف کرتے وقت لوگ گد کے بنیادی اصولوں کو امت نظر رکھتے ہوئے الفاظ کو الف بائی یہ کی ترتیب سے درج کیا ہے۔ طارق ہاشمی صاحب

نے اس کو ایک خاص کر ۳۰ تحریر نہیں کیا ایسا نہیں ہے کہ محض حروف تہجی پر اس کو ترتیب کر دیا گیا ہو بلکہ الفاظ کے معنی اور مفہوم کو دیکھتے ہوئے کچھ جگہوں پر اس کے مترادف الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان محاورات، ضرب المثال کو فوقیت دی ہے جو حروف تہجی کی ترتیب میں اول یا آخر شامل کیے جاسکتے تھے چونکہ یہ لغت سماجی لغت ہے تو کہیں کہیں ضرورت کے طور پر وہ محاورہ جو حروف تہجی کی ترتیب میں اس طرح شامل نہیں ہو سکتا تھا اس کو بھی شامل کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اپنا وہ مقصد جس کے لیے لغت کو تحریر کر رہے ہیں وہ قاری پر واضح کر دیں مثال دیکھیے۔

"اُردو کی سماجی لغت" میں ڈاکٹر ہاشمی نے ایسے الفاظ کا انتخاب کیا ہے جو اردو زبان کا حصہ نہیں ہونا چاہیے۔ وہ الفاظ جو ہم اپنے سماج میں عام بول چال میں استعمال کرتے ہیں وہ محاورہ، ضرب المثال اور وہ روز مرہ جو ہماری زندگی کا حصہ ہیں اور اردو زبان سے منسلک ہیں ایسے رویوں اور ایسے الفاظ کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے ترتیب دیا ہے۔ اگر ہم الفاظ کے انتخاب کی بات کریں تو طارق ہاشمی نے ایسے لفظ استعمال کیے ہیں جو موجودہ معاشرے میں استعمال کیے جا رہے ہیں۔ ان کی متروک بیان کیے ہیں یعنی وہ لفظ جہاں وہ محاورہ جو پہلے دور میں بیان کیا جاتا تھا اور اس کی وہ شکل جو اب موجود ہے ان دونوں کو انھوں نے تفصیل سے بیان کیا ہے جیسے ہی مثال کے طور پر لفظ باندھ یا باندی اس میں باندھ اور باندی دونوں ہی لفظ استعمال کیے گئے ہیں کیوں کہ جسے پہلے باندھ کہتے تھے اب اسی لفظ کو باندی لکھتے ہیں یا تحریر کرتے ہیں اسی طرح پہلے پہل اُردو میں سونے کے لیے سووئے، اور سوئے استعمال ہوتا ہے۔ معاشرے کے افراد جو معاشرے کو ان ملوکی الفاظ سے پاک کرنا چاہتے ہیں انہیں سمجھنے میں کسی بھی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہو کیوں کہ ایک قاری کا ذہن کسی بھی زبان کے لیے اس قدر وسیع نہیں ہوتا جتنا اس زبان کے ماہرین کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح کتاب میں سے ہی ایک مثال دیکھیے:

باندی کا بیٹا / جنا

غلام ابن غلام (۳)!

لغت میں معنی کی وضاحت ایک اہم پہلو ہے کسی بھی لغت کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ کسی لفظ کو صحیح، مکمل اور قابل فہم مفہوم تک پہنچائے۔ اُردو کی سماجی لغت ملوکیت استعمار سے تناظر میں اگر بات کی جائے تو اس لغت میں طارق ہاشمی نے بہت ہی خوبصورت، بہترین انداز میں ضرورت محسوس کی وہاں انہوں نے الفاظ کے معنی کے ساتھ ساتھ اس کے مترادف بھی بیان کیے ہیں اور باقاعدہ تفصیل کے ساتھ وضاحت دی ہے تاکہ لفظ کو سمجھنے میں قاری کو آسانی ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ لفظ کب کس معنی میں استعمال ہوا اور اب سماجی طور پر اس کی کیا حیثیت ہے اسے کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے کس کتاب میں بیان کیا گیا ہے جیسے لفظ بابو صاحب، جناب، مسٹر مولانا کی طرح ایک تعظیمی لفظ قابل تعظیم شخص کسی دفتر کا کلرک، منشی اہلکار ماسٹر الفاظ کی تشکیل اور مترادف الفاظ کے معنی کی وضاحت کے حوالے سے طارق ہاشمی اردو کے سماجی لغت میں بیان کرتے ہیں۔ جس لفظ کے مفہوم کے بعد ضروری خیال کیا گیا تو تشریحات بھی دی گئی ہیں جس میں لفظ کی تشکیل یا سماجی مفہوم کے تعین کے سلسلے میں ضروری معلومات کا اندراج کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں بعض اہم علمی کتب سے ضروری اقتباسات بھی پیش کیے گئے ہیں۔ تکرار سے گریز کی خاطر مترادف الفاظ یا کسی ایک جملے سے تعلق رکھنے والے الفاظ سے وضاحت کسی ایک لفظ تک محدود رکھی گئی ہے۔

لفظ کے سماجی مفہوم اور اس کی توجیہی تشریح کے ساتھ شعر و نثر میں ان کے مذکورہ استعمال کے مثالیں بھی دی گئی ہیں ۔طارق ہاشمی نے "اُردو کی سماجی لغت" میں وہ الفاظ جن کی ضرورت محسوس کی گئی ان کی اصل کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ لفظ کب کہاں سے آیا، اس کے اصل مفہوم کیا ہیں اب ہماری زبان میں کا کیا معنی لیا جاتا ہے، کس مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یہ تمام چیزیں اس لغت

کو تحریر کرتے ہوئے۔ جہاں یہ ضرورت محسوس کی وہاں پہ اس بات کو واضح بھی کر دیا کہ یہ لفظ کب اور کہاں سے لیا گیا اور اس کی اصل زبان کیا ہے اب اردو زبان میں اس کو کس طرح دیکھا جاتا ہے طارق ہاشمی نے لفظ عوام کے بارے میں لکھا ہے۔

> "عوام عام کی جمع ہے یہ لفظ طبقاتی امتیاز کا اظہار کرتا ہے یعنی معاشرے کا مقتدر اور صاحبِ حیثیت طبقہ خاص ہے جبکہ دیگر باشندے عام ہیں معاشرے کے مقتدر طبقات میں ان باشندوں کی تضحیک کے لیے عوام کالانعام ایسی تشبیہ تشکیل دے کر خود کو انسان یا اعلی انسان خیال کیا جب کہ اپنے علاوہ افراد کو جانور سمجھا۔"(۴)

ڈاکٹر صاحب نے ان تمام الفاظ کے مذمت کی ہے جو عام انسان کی تذکیر و توہین یا عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں اسی طرح لفظ کنجر کے بارے میں طارق ہاشمی صاحب نے یوں وضاحت دی ہے۔ کنجر: شمالی بھارت کشمیر اور پاکستان میں بسنے والے ایک خانہ بدوش قبیلے کا نام ہے۔ ان لوگوں کو بسا اوقات بنجارہ اور گشت کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ نام اچھے معنوں میں نہیں لیے جاتے ان سے ان لوگوں کا کمتر ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ پرانے وقتوں میں کنجر زیادہ تر جنگلوں اور بیابانوں میں رہا کرتے تھے۔ یہ لوگ حصول خوراک کے لیے جنگلی جانوروں کا شکار کرتے تھے اور بعض دودھ اور گوشت کے لیے بکریاں گائیں اور بھینس بھی پالتے تھے۔ ان میں سے بیشتر ابھی تک ایک جگہ سے دوسری جگہ پڑاؤ اور نقل مکانی کرتے ہوئے بھی وہی روایتی کھانا بدوشوں والی زندگی گزار رہے ہیں۔

زبان کوئی بھی ہو اس کا بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق معاشرے ہی سے ہوتا ہے کیوں کہ وہ الفاظ جو معاشرے میں بولے جاتے ہیں وہی ترقی پا کے زبان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ صرف و نحو میں تھوڑی بہت تبدیلی سے اس کی تشکیل اور ساتھ میں تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے لیکن اس کے معنی اور ماخذ میں وہی الفاظ رہتے ہیں۔ اگر ہم "اُردو کی سماجی لغت" کی بات کریں تو طارق ہاشمی نے لغت کو زبان و معاشرے پر ہی تخلیق کیا ہے۔ طارق ہاشمی نے وہ تمام الفاظ زبان کے ذریعے معاشرے میں یا معاشرے کے ذریعے زبان میں جو شامل ہوئے اور معاشرے میں منفی رویوں کو طول دے رہے ہیں ان الفاظ کی مذمت کی ہے اور وہ الفاظ جن میں طاقت کا نظریہ نظر آتا ہے جن میں ملوکیت کا اثر ملتا ہے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

ان الفاظ کی فہرست پہلی دفعہ ادب میں ایسا ہوا ہے کہ ایسی لغت تحریر کی گئی جس میں یہ تمام الفاظ شامل کیے گئے جو زبان معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ الفاظ جو معاشرے کے بگاڑ کا ذریعہ بن رہے ہیں ان کی سخت قسم کی مزاحمت کی گئی اور انہیں ادب اور معاشرے دونوں ہی سے خارج کرنے کی کوشش بھی ہے، کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ زبان معاشرے ہی سے بنتی ہے اور معاشرہ زبان سے ہی تخلیق پاتا ہے تو اس لیے یہ طارق ہاشمی کی صدی اور اس سے آنے والی اگلی صدیوں میں بھی یہ بہت بڑی کاوش ہے۔ جو آج اس طرح سے بے شک قابل توجہ نہیں لیکن آنے والی نسلیں اس سے استفادہ حاصل کریں گی ایسے بہت سارے لفظ جن سے انسان کو حقیر کمتر بلایا جاتا ہے یہاں انسان کی عزت و قار میں کمی کی جاتی ہے اور الفاظ ہمارے ادب کا حصہ ہیں۔ جبکہ مہذب زبان اور زندہ زبان اعلی معیار پہ ہوتی ہیں۔ ان میں ایسے الفاظ کا شامل ہونا ہی زبان کی خامی سمجھی جاتی ہے کیونکہ طارق ہاشمی کا یہ ماننا ہے کہ یہ حقیقت بھی ہے کہ برسوں ہندوستان پر بادشاہت کا راج رہا۔ بادشاہت کے راج میں بادشاہوں کی تعظیم ان کی خوشنودگی کے لیے عظیم الفاظ استعمال کیے گئے۔ وہی عام انسان کے لیے بہت سے امراء نے بہت تضحیک حقارت والے الفاظ بولے ہیں اور ان کی ڈھیروں مثالیں "اردو کی سماجی لغت" میں ڈاکٹر صاحب نے پیش بھی کی ہیں۔ انہی میں سے ایک مثال دیکھیے:

"چوڑھا: گھٹیا، حقیر، کمینہ، رذلیل، چمار، گو، پاخانہ اور دیگر قسم کی گندگی صاف کرنے والا پیشہ ور مزدور۔ صفائی پر معمور اہل کاروں کے لیے کلمہ تضحیک کے طور پر استعمال ہوتا ہے عموما اس جمعہ داری سے وابستہ فرات مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔"(۵)

معاشرے میں ایسے تعصبات بہت زیادہ پائے جاتے ہیں رنگوں کو انسان سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ سبز رنگ کو نحوست اور مایوسی سے جہاں منسلک کیا گیا وہیں سرخ رنگ کو خوشی کا باعث اور سیاہ رنگ کو غم یا تکلیف کا باعث سمجھا جاتا ہے تو بہت سارے لفظ جو ہمارے تعصبات ہیں محض خیالات ہیں، تصورات ہیں، انسانی تضحیک کے لیے ان کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ان الفاظ کی ایک تفصیلی فہرست کو بہت خوبصورت انداز میں "اردو کی سماجی لغت" میں واضح کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ الفاظ کے معنی تشریح بھی بیان کی گئی ہے۔ رنگوں کے متعلق بات کرتے ہوئے جو مثالیں ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں ان کو طارق ہاشمی نے بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے اس میں سبز قدم کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔

"سبز قدم: منحوس قدم، نامبارک، وہ شخص جس کا آنا نحوست کا باعث ہو۔"(۶)

سبز قدم یا سبز قدمی کا تصور فی الاصل کالے رنگ سے وابستہ نحوست کا غلط اور استعماری تصور ہے۔ سبز رنگ سے بازار ہریالی یا ہریالے پن کا خیال آتا ہے لیکن اہل فارس کے ہاں سبز رنگ سے مراد سانولا یا سیاہ رنگ ہے۔ اسی طرح کچھ رنگوں کو خوش اسلوبی، خوش اخلاقی، خوش قسمتی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ان لفظوں کو بھی یہاں پر واضح کیا ہے طارق ہاشمی نے اپنی کتاب "اردو کی سماجی لغت" میں الفاظ کے استعمال کے لیے وہ احسن قدم اٹھایا ہے جو شاید ہمارے معاشرے میں اس سے پہلے کسی ماہر زبان نے نہیں اٹھایا۔ اس حوالے سے ایک اور مثال دیکھیے:

"سرخ رو: کامیاب، فتح مند، عزت آبرو، خوش و خرم یا بامراد، محترم، معزز، اپنے کام سے عزت سے سبق دوش ہونے والا"(۷)

اُردو کے سماجی لغت میں ڈاکٹر صاحب نے ایک عہد پہلو طبقاتی زبان کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے۔ وہ الفاظ طبقے کے حوالے سے جانے جاتے یا تحریر کیے جاتے ہیں ان کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کسی مخصوص پیشہ ور طبقے کے لوگ اپنے کام سے متعلق اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ جو دوست سے سبقوں کے لوگوں کے لیے نا آشنا ہو سکتی ہیں۔ نوجوانوں کی زبان اکثر بڑوں کی زبان سے مختلف ہوتی ہے اور یہ ایک الگ ثقافت کی عکاسی کرتی ہے۔ مختلف علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں میں بھی طبقاتی فرق پایا جاتا ہے اردو کی سماجی لغت میں طبقے کے متعلق جتنے بھی لفظ استعمال ہوئے ہیں ان کو اس لغت کا حصہ بنایا ہے۔ اتنے برس گزر جانے کے باوجود ہم آج بھی طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ حکمران طبقہ اپنے لیے مہذب زبان استعمال کرتا ہے اسی طرح مذہبی طبقہ جہاں ضرورت پڑتی ہے نئے لفظ بنا لیتا ہے جیسے گستاخ، فتوی، مولانا شیخ اور اسی طرح متوسط طبقہ اپنے لیے اشرفیہ کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ وہیں آخری درجے کے یعنی غریب، کمزور، معذور لوگوں کے لیے پنچ اور کمتر الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اس کی ایک مثال جو طارق ہاشمی نے کتاب میں بیان کی ہے ملاحظہ کیجیے۔

"ٹٹ پونجیا: بے حیثیت، تھوڑی پونجی والا، تہی دست، چھوٹا جب معمولی نوعیت کا سوداگر، دیوالیہ شخص، کم بضاعت، کم مایہ۔"(۸)

ٹٹ مخفف ہے ٹاٹ کا وہ شخص جس کی پونجی ٹاٹ پر آجائے جیسے بازاروں میں زمین پر بیٹھ کر بیچتے ہیں معیشت کی بنیاد پر تکریم و تحریم کے رویوں کی وجہ سے ٹٹ پونجیا کا لفظ معاشرے میں تحقیر کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ایسے کئی الفاظ جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کر سکتے ہیں ان کی وضاحت لغت میں ملتی ہے ایک اور مثال دیکھیے:

خان

"امیر: سردار پٹھان کا لقب شاہان ترکستان کا لقب"(۹)

خاندانی اتفاق کے لیے یہ لفظ تقریباً تحریم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے "اردو کی سماجی لغت" ایسے الفاظ و محاورات کا ملاپ ہے جو طبقے میں ایسے حکمران و سیاستدان اور راجہ مہاراجہ خان جیسی لغت استعمال کرنے والے لوگوں کے متعلق لکھی گئی ہے۔ طارق ہاشمی تمام رویوں مذمت کرتے ہیں ایک اور مثال دیکھیں لغت سے۔

"ظل الٰہی: خدا کا سایہ بادشاہوں کا لقب"(۱۰)

طارق ہاشمی صاحب کی اس لغت کو اگر گالیوں کی لغت کہا جائے تو یہ غلط نہ ہو گا کیونکہ معاشرے میں وہ تمام غلیظ، فحش یا بہت زیر الفاظ جو بولے جاتے ہیں ان کو بہت بے باکی اور جرات مندانہ طریقے سے کام لیتے ہوئے طارق صاحب نے اپنی لغت میں بیان کیا ہے طارق ہاشمی کے نزدیک فحش الفاظ نہیں بلکہ معاشرے کا وہ رویہ ہے جو معاشرے میں سماجی بگاڑ پیدا کرنے کی وجہ بن رہا ہے۔ گالی عام طور پر طبقاتی، ثقافتی اور نفسیاتی ساخت کو واضح کرتی ہے۔ گالیوں میں جنس، مذہب سب کو نشانہ بنایا جاتا ہے گالی زبان کا وہ پہلو ہے جو طاقت، نفرت اور دباؤ سے جڑی ہوئی ہے۔ طارق ہاشمی نے اپنی کتاب اردو کی سماجی لغت میں ان تمام رویوں کی سختی سے مزاحمت کی ہے گالیوں کی لغت یعنی فحش الفاظ کی فہرست نہیں بلکہ کسی بھی معاشرے کی لسانی ثقافت کی روایات کا عکس ہوتی ہے طارق ہاشمی نے اسے سماجی طبقے اور طاقت کے رویے پر پرکھا ہے مثال دیکھیے:

"حرامی-کلمہ دشنام، گالی، شریر، چور، سارق، حرام کا جنا ولد الزنا"۔(۱۱)

طارق ہاشمی کا کہنا ہے کہ مذہب، اخلاقیات اور قانون کی رو سے بے نکاح جنسی تعلق ممنوع ہے لیکن ایسے تعلق سے جنم لینے والا وجود کسی طور حرامی قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ وہ ایسا ہی معصوم اور پاکیزہ فرض ہے جیسا کہ کسی غیر شرعی جنسی تعلق سے جنم لینے والا شرعی لحاظ سے اس گناہ کا ذمہ دار ہر گز نہیں جو اسے وجود میں لانے والے افراد نے کیا۔ ایک اور مثال دیکھیں:

"طوائف: بدکار رنڈی ناچنے گانے کا پیشہ کرنے والی"(۱۲)

طوائف کا لفظ جمع اور مونث کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کا صیغہ جمع ہے اس سے مراد فنکاروں کا وہ گروہ ہے جو کسی بادشاہ کے دربار میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لفظ اس عورت کے لیے استعمال ہونے لگا جو نغمہ، رقص کی ماہر تھی یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ نوجوان نوابوں کو تمیز اور تہذیب سکھانے کے لیے ان طوائفوں کے پاس بھیجا گیا تھا۔ جس میں اچھی موسیقی اور ادب کی تفہیم کرنی ہو اس کی تعریف کرنے کی صلاحیت بھی شامل ہے۔ طارق ہاشمی نے اس کے متعلق بھی بہت زیادہ مزاحمت پیش کی ہے اپنی کتاب اردو کی سماجی لغت میں بالکل واضح کر کے دکھایا ہے ایک مثال دیکھیے:

"کتا-ذلیل، کمینہ، حریص، لالچی"(۱۳)

کتا ایک وفادار پالتو جانور ہے جو انسان کا قدیم ساتھی ہے۔ مشرق مغرب میں کتا پالنے کا رواج ہے یہ جانور گھر یا کسی بھی جگہ کی حفاظت کے لیے رکھا جاتا ہے ہمارے معاشرے میں کتا لفظ کو بھی گالی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ کسی بھی دوسرے شخص کو

گالی ذلیل کہنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی گالی نہیں بلکہ یہ ایک ایسا پالتو جانور ہے جو کہ انسان کا قدیم ساتھی ہے اور یہ انسان کی حفاظت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح جانوروں کے متعلق بہت سارے الفاظ جو انسانوں کی کمتری یا ان کے وقار میں کمی کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ان کو بھی اس لغت کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس لغت کا ایک اور پہلو بازاری اور عوامی زبان ہیں وہ الفاظ جو مہذب نہیں ہیں غیر رسمی زبان کی اقسام میں شامل ہوتے ہیں ان کو بھی لغت کا حصہ بنایا گیا ہے بازاری اور عوامی زبان دونوں غیر رسمی زبان کی اقسام ہیں لیکن دونوں کے درمیان یہی ایک فرق پایا جاتا ہے جو استعمال، مفہوم اور تہذیبی معنوں سے مختلف ہوتا ہے۔ بازاری زبان سے مراد وہ زبان ہے جو بازاروں، چوکو یا عام پبلک مقامات پر استعمال ہوتی ہے لیکن اس میں سے بدتمیزی، طنز یا گالی گلوچ شامل ہو سکتا ہے۔ یہ زبان زیادہ تر جھگڑوں بحث مباحث ہو یا عام سستی تفریح میں استعمال کی جاتی ہے۔ عوامی زبان بہت عام ہے جو عام لوگوں کے درمیان روزمرہ گفتگو میں استعمال ہوتی ہے۔ سادہ رواں اور بیٹھک الف زبان جبکہ بازاری زبان میں ایسے الفاظ کلمات استعمال ہوتے ہیں جو فحش غیر مہذب اور غیر موضوع ہوں اسی طرح ان الفاظ کی ایک طویل فہرست اردو کی سماجی لغت میں بیان کی گئی ہے ایک مثال دیکھیے:

بھوکا بنگالی: کلمہ تحقیر، بہت مفلس، سخت غریب (۱۴)

اسی طرح لفظ گوار مسخرہ چھچھورا بھانڈ بے وقت آدمی جیسے الفاظ بھی لکھے جاتے ہیں۔ یہ لفظ عورت کے بارے میں بولا جاتا ہے عورت اور زبان ایک گہرے سماجی لسانی فکری مباحثے کا عنوان ہے جو کہ جہتوں میں پھیلا ہوا ہے۔ عورت اور زبان سے لسانیات کا موضوع نہیں بلکہ یہ معاشرے، سیاست، ادب و شناخت کا سوال بھی ہے یہ چیز دیکھنے کی ضرورت ہے کہ جو طارق ہاشمی نے اپنی کتاب اردو کی سماجی لغت میں واضح کیا ہے کہ عورت کی زبان کو کیسے دبایا گیا، کیسے تشکیل دیا گیا اور ہمارے معاشرے کو کس طرح عورتوں کے بارے میں زبان استعمال کی جاتی ہے۔ مرد کے لیے جناب، نواب بادشاہ ہوتا ہے جبکہ عورت ماں بیٹی بیوی کے بعد طوائف جیسے ناموں سے پکاری جاتی ہے اس حوالے سے ایک مثال دیکھیے:

گشتی-بدچلن: بدکردار عورت "(۱۵)

ہاشمی صاحب نے اپنی کتاب میں عورتوں کے بارے میں ایسے غلط الفاظ استعمال کرنے والوں کی سخت مذمت کی ہے اور ان الفاظ کو لغت کا حصہ بنایا ہے تاکہ آنے والی نسلیں ان کے الفاظ کو سمجھیں، جانے اور ان کو اپنے زبان کا حصہ بنانے سے گریز کریں ایسے ہی ایک لفظ طوائف کے متعلق لکھتے ہیں۔

طوائف: بدکردار، رنڈی، ناچ گانے کا پیشہ کرنے والے "(۱۶)

جہاں مردوں کے لیے مردوں نے اپنے لحاظ سے معتبر اور طنز والے الفاظ ایجاد کیے وہیں عورت کے لیے گھٹیا پنچ کمتر الفاظ استعمال کیے اور ایسے ناموں سے پکارا گیا جو اس کی عزت میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔ وہی کام مگر مرد کرے تو مردانگی اور اگر عورت کرے تو یہ اس کی بدکرداری میں شامل ہوتا ہے جیسے کہ مردانہ کام مردانہ وار مردانہ مردان کی مردان کی مردان مرتا جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ مرد کی جرات ہمت کو واضح کرتی ہیں مرد طاقت والا ہے اور عورت کمزور کمتر ہے اس لیے جہاں اور چار دیواری میں ہے وہاں اس کے لیے ماں بیٹے بیوی جیسے الفاظ بولے کہ جب کہ عورت چار دیواری سے باہر آئی تو اس کے لیے آفس گرل، طوائف، گشتی اور دوسرے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

طبقوں سے ہٹ کر اگر بات کریں تو ہماری زبان میں سیاسی، مذہبی زبان کا بھی ایک الگ ہی انداز ہے اور وہ الفاظ جو مذہب اور سیاست کے حوالے سے مخصوص کر دیے گئے ان کو بھی طارق ہاشمی نے بیان کیا ہے۔ سیاسی زبان کا مقصد اکثر حکمرانی کرنا، پالیسیاں بنانا ، عوامی رائے کو متاثر کرنا ہوتا ہے۔ اس میں الفاظ کا انتخاب اور ان کا استعمال طاقت کے استحصال کے حصول کے لیے ہوتا ہے۔ سیاسی زبان میں اکثر مخصوص الفاظ اور اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جو کسی خاص سیاسی نظریے یہ جماعت کی نمائندگی کرتی ہیں مثال کے طور پر آزادی مساوات انصاف اور ترقی جیسے الفاظ کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہبی زبان کا مقصد خدا یا کسی اعلی ہستی کے ساتھ تعلق قائم کرنا اخلاقی اقدار کی تعلیم دینا عقیدے کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ اس میں الفاظ کا انتخاب اور ان کا استعمال روحانی تجربات اور عقائد کو بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ مذہبی زبان میں اکثر مقدس الفاظ اور اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ جو کسی خاص مذہب یا عقیدہ کی نمائندگی کرتی مثال کے طور پر خدا، رسول، جنت، جہنم، عبادت جیسے الفاظ مذہب کی زبان کا حصہ ہیں۔ سیاسی و مذہبی زبان کے درمیان اکثر تصادم اس وقت ہوتا ہے جب ان دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ سیاسی رہنما مذہبی زبان کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں یا کچھ مذہبی رہنما سیاسی امور میں مداخلت کر سکتے ہیں۔ یہ تصادم معاشرے میں اور استحکام اور تقسیم کا باعث بن سکتا ہے اس متعلق مثال دیکھیے:

"شاہ: صاحبِ تخت و تاج، خود مختار، حکمران جو کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہو کسی
ملک کا سربراہ یا سلطان" (۱۷)

ایک اور مثال دیکھیں:

سلطان: بادشاہ، حاکم۔ (۱۸)

اُردو کی سماجی لغت دراصل ایک تحقیقی اور تنقیدی تصنیف ہے جس میں مصنف نے زبان کو محض نحوی، صرفی نظام کے بجائے ایک سماجی اکائی کے طور پر دیکھا ہے اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ الفاظ محض معنوی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان کے ساتھ معاشرتی رویے تاریخی تجربے اور تہذیبی حوالہ جات جڑے ہوتے ہیں کتاب کا بنیادی مقصد یہ دکھانا ہے کہ زبان کی ارتقائی کیفیت اور اس کے استعمال کی صورتیں براہ راست سماجی تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ لسانی سماجی لحاظ سے خطاب کا سب سے نمایاں پہلو ہے کہ مصنف نے زبان کو ایک سماجی وجود کے طور پر پیش کیا ہے عام طور پر لغت نگاری میں الفاظ کے صرف و نحو اور لغوی پہلوؤں کو ترجیح دی جاتی ہے مگر طارق ہاشمی نے یہ دکھایا کہ الفاظ کی اس طرح طبقاتی ثقافتوں، صنفی حوالوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض الفاظ مخصوص طبقوں سے وابستہ ہوتے ہیں اور سماجی امتیازات کو ظاہر کرتے ہیں کتاب میں یہ خوبی موجود ہیں کہ اس نے اردو لغت کے روایتی تصور سے ہٹ کر سماجی لغت کی نئی جہت متعارف کروائی۔ یہ جدت اردو لسانیات میں ایک اہم اضافہ ہے کیونکہ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کا مطالعہ میں بھی دائرے میں محدود نہیں رہ سکتا بلکہ ایسے معاشرتی رویوں کے مناظر میں پرکھنا ضروری ہے کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ مصنف یہاں پر تجربے کو محض خیالی یا ادبی مثالوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ تاریخی معاشرتی اور لسانی شواہد سے استدلال کیا۔ اس سے خطاب کی تحقیق وقت میں اضافہ ہوتا ہے تہم یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض مقامات، مثالیں اور اعداد و شمار مزید تفسیر کے متقاضی ہیں۔ طارق ہاشمی کا اسلوب، شائستہ، رواں اور تحقیقی ہے۔ انہوں نے مشکل لسانی مباحث کو عام قاری کے لیے بھی قابل فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔ جو ان کی بڑی خوبی ہے تہم بعض اصطلاحات کی کثرت اور علمی پیچیدگی قاری کو قدم مشکل میں ڈال دیتی ہے اگر یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے لیکن ناقدین کے نزدیک اس میں بعض پہلو مزید وضاحت کے

محتاج ہیں مثلاً اردو کے عوامی لہجوں اور بولیوں کے حوالے سے مثالیں ہیں جب کہ زبان کے سماجی پھیلاؤ کے تجربے کے لیے یہ پہلو نہایت اہم ہے۔ طارق ہاشمی کی کتاب اُردو کے سماجی علوم کے سنگم پر لکھی گئی ایک اہم تصنیف ہے۔ اس نے یہ واضح کیا کہ زبان کو مشرقی تناظر سے کاٹ کر سمجھنا ممکن نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اقبال، کلیات اقبال، لاہور، اقبال اکیڈمی، ۲۰۰۸ء، ص:۵۶

۲۔ قرضادی، شیخ، فگان آرزو، دکن، ۱۸۹۸ء، ص:۴۸

۳۔ طارق ہاشمی، اردو کی سماجی لغت، مولف، کراچی، رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء، ص:۲۵

۴۔ ایضاً، ص:۹۷

۵۔ ایضاً، ص:۴۶

۶۔ ایضاً، ص:۷۳

۷۔ ایضاً، ص:۷۴

۸۔ ایضاً، ص:۴۰

۹۔ طارق ہاشمی، اردو کی سماجی لغت، مولف، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء، ص:۵۱

۱۰۔ ایضاً، ص:۹۵

۱۱۔ ایضاً، ص:۴۹

۱۲۔ ایضاً، ص:۹۵

۱۳۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۱۴۔ ایضاً، ص:۳۴

۱۵۔ ایضاً، ص:۱۲۳

۱۶۔ ایضاً، ص:۹۴

۱۷۔ ایضاً، ص:۸۲

۱۸۔ طارق ہاشمی، اردو کی سماجی لغت، مولف، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء، ص:۷۶

References in Roman Script:

1. Iqbal, *Kulliyat-e-Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy, 2008, p. 56
2. Qarzadi, Sheikh, *Faghan-e-Arzoo*, Deccan, 1898, p. 48
3. Tariq Hashmi, *Urdu ki Samaji Lughat*, Author, Karachi: Rang Adab Publications, 2022, p. 25
4. Ibid., p. 97
5. Ibid., p. 46
6. Ibid., p. 73
7. Ibid., p. 74

8. Ibid., p. 40
9. Tariq Hashmi, *Urdu ki Samaji Lughat*, Author, Karachi: Rang Adab Publications, 2022, p. 51
10. Ibid., p. 95
11. Ibid., p. 49
12. Ibid., p. 95
13. Ibid., p. 112
14. Ibid., p. 34
15. mIbid., p. 123
16. Ibid., p. 94
17. Ibid., p. 82
18. Tariq Hashmi, *Urdu ki Samaji Lughat*, Author, Karachi: Rang Adab Publications, 2022, p. 76